OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

Hazara Islamicus, Vol.:11, Issue: 02,July-Dec 2022
PP: 68-81

احیاء الموات کا فقہی تصور اور اراضی شاملات سے متعلق پاکستانی قوانین کا جائزہ

(غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فقہ الحدیث کا خصوصی مطالعہ)

Jurisprudential Concept of Ihya Al-Mawat and Review of Pakistani Laws Related to Village common Land (A special study of Fiqh ul-Hadith in Ghuniyat ul-Qari Sharh Sahih al-Bukhari)

Muhammad Yahya
Ph.D. Scholar, Islamia College University, Peshawar

Dr. Salim ur Rahman
Associate Professor, Department of Islamic Theology,
Islamia College University, Peshawar

Abstract

According to the Shari'ah law to the ownership, every individual, man, and woman, Muslim and non-Muslim have right to own a piece of land. Thus, there or several modes for the Acquisition of a land. Among those modes one is rehabilitation of the lands uncultivated and not owned by anyone, which called ehya'ul mawat. The sayings of prophet ﷺ about ehya'ul mawat are narrated in Sahihul Bukhari and other books. The jurists have explained its details in there books. But what are the prevailing laws and what is their sharai status? Justice Mufti taqi Usmani analyzed in one of his court degree the status of some laws.

This study aimed to explain the rules of ehya'ulmawat, and to Analyses the rules of shamilat in Contemporary land ownership laws in pakistan. This study is mostly from the commentary of sheikh abdul khaliq bajawri in his book Ghunyatul qari; the interpretation of Sahih ul Bukhari.

***Key Words**: Ehya ul mawat, shamilat, village common lands ownership law, Ghunyatul qari*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کرہ ارض پر اپنا خلیفہ بنایا اور اس کے فائدے کے لیے زمین میں بے شمار مخلوقات پیدا کیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

CC BY

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ [1]

ترجمہ: وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ لَكُم مَّا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ [2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے کہ جس نے زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمہارے فائدے کے لیے بنایا۔

انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنی بقا کے لیے ایک طرف اگر زمین اور فضا میں پھیلے ہوئے دیگر اَن گنت مخلوقات سے فائدہ اُٹھانے کا محتاج ہے جیسے ہوا، پانی، جانور وغیرہ تو دوسری طرف زمین کو استعمال کرنا بھی انسان کے لیے ناگزیر ہے۔ انسان رہائش کے لیے گھر بناتا ہے تو زمین پر، ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتا ہے تو اسی زمین پر، خوراک کے لیے طرح طرح کی فصلیں کاشت کرتا ہے تو اسی زمین میں؛ چھاؤں، حُسن، آب و ہوا کی حفاظت یا پھر ایندھن کے لیے درخت لگاتا ہے تو اسی زمین میں، اور حتی کے موت کے بعد دفن ہوتا ہے تو وہ بھی اسی زمین کے اندر۔ اس لیے فطری طور پر انسان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اِن ناگزیر مقاصد کے حصول کے لیے اُس کو کسی قطعہ ارض پر ملکیت کا حق حاصل ہو تا کہ بلاتردد وہ اس سے فائدہ اُٹھاتا رہے اور اس میں کوئی حائل ورکاوٹ نہ بنے۔

اسی ضرورت کی خاطر شریعتِ اسلامی نے انسان کو زمین کے مالک بننے کا حق دیا ہے اور حصولِ ملکیت کے اسباب طے کیے ہیں جیسے: بیع، ہبہ، میراث وغیرہ۔ انہی اسباب میں سے ایک اہم سبب "احیاءُ الموات" ہے۔ احیاء الموات کسے کہتے ہیں؟ اس کے سببِ ملکیت ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ عصرِ حاضر میں اس کا کیا تصور ہے؟ اور اس کے متعلق کیا رائج الوقت قوانین ہیں؟ ذیل کے سطور میں اس پر تفصیلی بحث کی جائے گی، نیز شاملاتی زمینوں کے حوالے سے پاکستان کے مروجہ قوانین کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس پوری بحث میں مولانا عبدالخالق باجوڑیؒ کی غنیة القاری شرح صحیح البخاری سے خصوصی استفادہ کیا جائے گا اس لیے مناسب ہے کہ موضوع سے قبل موصوف اور ان کی شرح کا مختصر تعارف ذکر کیا جائے۔

تعارف مولانا عبدالخالق باجوڑی

مولانا عبدالخالق صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع باجوڑ کے گاؤں گوہاٹی میں 1858ء کو ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا سید امیر اور دادا کا نام حسام الدین تھا۔ آپؒ نے علومِ دینیہ و عربیہ کی ابتدائی کتابیں اپنے والد سے ہی پڑھیں، اسی طرح اپنے علاقے ہی کے جید علماے کرام: مولانا نصیر الدین باجوڑی، ملا دامان صاحب ہزارویؒ، مولانا حسین جان ننگرہاری وغیرہ سے علمی پیاس بجھاتے رہے[3] اور پھر مزید علوم کے لیے ہندوستان کا سفر کیا جہاں جامعہ اسلامیہ دہلی میں داخلہ لیا اور وہاں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگرد مولانا عبدالعلی دہلویؒ سے احادیثِ مبارکہ کا علم حاصل کیا۔ وہاں آپ تین سال رہے اور 1334ھ کو فارغ ہوئے۔[4] فراغت کے بعد ہندوستان سے اپنے وطن واپس آئے اور عمر بھر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے وابستہ رہے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں چند کے نام یہ ہیں: غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری (عربی)، طریقۃ

السلوک الی ملک الملوک (فارسی، مطبوع)، الرسالۃ الصحیحۃ فی اداءِ الضاد الفصیحۃ (مخطوط)، الحسام الصارم علی عنق الدوادی العارم (مطبوع) [5]

غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری کا مختصر تعارف

یہ صحیح بخاری کی عربی شرح ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ صرف جلد اول منظورِ عام پریس پشاور سے 1970ء میں طبع ہو چکی ہے جو صحیح بخاری کی پہلی حدیث سے آخر کتاب الجنائز پر مشتمل ہے۔ باقی سب جلدیں مخطوط ہیں۔ پورا مخطوط تقریباً پچپیس سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنفؒ نے 1375ء کو اس شرح پر کام شروع کیا اور محرم الحرام 1387ء میں شرح مکمل ہوئی۔ اس مخطوط پر عبدالولی خان یونیورسٹی مردان اور اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور کے متعدد پی ایچ ڈی سکالر تحقیق و تعلیق اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں، جس کے بعد اس شرح کی طباعت بلا شبہ شروح بخاری میں ایک عمدہ شرح کا اضافہ ہوگا۔

غنیۃ القاری میں مؤلفؒ نے بخاری شریف کی متعدد شروح، بعض تفاسیر اور بعض کتبِ فقہ سے استفادہ کیا ہے۔ شرح کا اسلوب عمدہ و آسان ہے۔ متن حدیث کی رواں شرح بیان کی ہے۔ صرفی، نحوی اور لغوی مباحث بھی بقدرِ ضرورت ذکر کی ہیں۔ احادیث مبارکہ سے مستنبط فقہی وکلامی مسائل تحریر کیے ہیں اور جابجا علاقائی اور عصری مسائل کو بھی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فقہی مسائل میں علامہ عینیؒ کے طرز پر عموماً فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں۔ [6]

غنیۃ القاری اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد سطورِ ذیل میں موضوعِ بحث کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔

"احیاءُ الموات" کی تعریف

"احیاء الموات" میں دو لفظ ہیں: احیاء اور الموات۔ احیاء کا مادہ حیاۃ ہے اور یہ بابِ افعال سے مصدر ہے، اس کا لغوی معنی ہے: "زندگی عطا کرنا، جان ڈالنا" [7] اور "الموات" کا معنی ہے: "بے جان چیز، بنجر و غیر آباد زمین" [8]

غنیۃ القاری میں "موات" کی تعریف اِن الفاظ سے کی گئی ہے:

"بفتح الميم وتخفيف الواو، وهي الأرض التي لم تعمر" [9]

ترجمہ: ''موات'' میم کے فتحہ اور واؤ غیر مشدد کے ساتھ ہے۔ ''یہ وہ زمین ہے جو آباد نہ کی گئی ہو''

لغوی معنی سے معلوم ہوا کہ ہر بنجر زمین کو لغتاً موات کہتے ہیں چاہے وہ مملوک ہو یا غیر مملوک، لیکن اصطلاح شریعت میں اس لغوی معنی میں کچھ تحدید ہے چنانچہ صاحبِ غنیۃ القاری امام طحاویؒ [10] کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"هي ما ليس بملك لأحد ولا هي من مر افق البلد، وكان خارج البلد سواء قرب منه أو بعد في ظاهر الروا ية" [11]

ترجمہ: موات وہ زمین ہے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور نہ ہی شہر کے منافع اس زمین سے وابستہ ہوں اور شہر سے باہر ہو، چاہے پھر چاہے شہر سے قریب ہو یا دور۔ ظاہر الراویہ یہی ہے۔

اور امام ابو یوسفؒ [12] کے حوالے سے ایک دوسری تعریف بھی نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

"أرض الموات هي البقعة التي لو وقف رجل على أدناه من العامر ونادى بأعلى صوته لم يسمعه

أقرب من في العامر إليه"[13]

ترجمہ: ''موات'' زمین کا وہ ٹکڑا ہے کہ اگر کوئی آدمی زمین کے اس جانب کھڑا ہو کر تیز آواز لگائے جو آبادی کے قریب تَر ہو تو آبادی میں جو اس زمین کے قریب تَر شخص ہو وہ اس آواز کو نہ سن سکے۔

" موات " کی اصطلاحی تعریف سے معلوم ہوا کہ ہر بنجر اور غیر آباد زمین ارضِ موات نہیں بلکہ اس میں تین قیود کا لحاظ ضروری ہے: پہلی یہ کہ وہ زمین کسی کی مملوک نہ ہو، چنانچہ مملوکہ زمین اگر برسوں سے بنجر اور غیر آباد رہے، تب بھی کوئی شخص اس کو آباد کرکے اس کا مالک نہیں بنے گا، کیونکہ پہلے سے اس کا مالک موجود ہے۔ اور دوسری قید یہ ہے کہ اس کے ساتھ اہلِ علاقہ کے منافع وابستہ نہ ہوں، چنانچہ کسی شہر یا بستی کے آس پاس واقع وہ زمینیں جس میں وہاں کے لوگ جانور چراتے ہوں، یا وہاں سے ایندھن کی لکڑیاں لاتے ہوں، یا دیگر مشترکہ مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوں اس پر موات کی تعریف صادق نہ ہوگی۔[14] اور تیسری قید یہ ہے کہ وہ زمین شہر یا بستی کے حدود سے باہر ہو، پھر ظاہر الروایۃ میں قرب وبعد کی کوئی قید نہیں البتہ امام ابویوسفؒ کے ہاں ضروری ہے کہ وہ آبادی سے اتنی دور ہو کہ آواز وہاں تک نہ پہنچ سکے۔

اِن دونوں الفاظ کی وضاحت کے بعد "احیاء الموات "کا اصطلاحی معنی غنیۃ القاری میں اِن الفاظ سے کیا گیا ہے:

"إحياء الموات: أن يعمد الشخص لأرض لا يعلم تقدم ملك عليها لأحد فيحييها بالسقي أو الزرع أو الغرس أو البناء، فيصير بذلك ملكه" [15]

ترجمہ: ''إحیاء الموات'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی زمین کو آباد کرنے کا قصد کرے جس پر پہلے سے کسی کی ملکیت معلوم نہ ہو، چنانچہ اس کو سیراب کرکے یا اس میں فصل اگا کر یا درخت لگا کر اور یا تعمیر کرکے اس کو آباد کرے۔ اس سے وہ زمین اس کی ملکیت بن جاتی ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ کسی غیر مملوک بنجر زمین کو کاشت یا تعمیر سے آباد کرنے والا اس کا مالک بن جاتا ہے گویا آباد کرنا حصول ملکیت کا مستقل سبب ہے۔

احیاءُ الموات سے ملکیت حاصل ہونے کے دلائل

احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے زمین کے آباد کرنے والے کو اس کا مالک قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں کتبِ حدیث میں پانچ صحابہ کرام سے روایات منقول ہیں، حضرت عائشہ، حضرت سعید بن زید، حضرت جابر، حضرت عمرو بن عوف مزنی اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم۔ اِن حضرات سے منقول احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

1۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں کتاب المزارعۃ کے تحت "باب من أحيا أرضا مواتا" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے اور اس میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ"[16]

ترجمہ: جو کوئی ایسی زمین آباد کرے جو پہلے کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

2۔ دوسری حدیث امام ترمذیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جس میں

آپ ﷺ کا ارشاد ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے کہ:

"من أحيا أرضا ميتة فهي له وليس لعرق ظالم حق"[17]

ترجمہ: جو غیر آباد زمین آباد کرے تو وہ اس کی ملکیت ہے، اور کسی ظالم کو اس میں کاشت کا کوئی حق نہیں۔

3۔ تیسری حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جسے امام ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ مرفوعا نقل کیا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے تعلیقا نقل کی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"من أحيا أرضا ميتة فهي له" [18]

ترجمہ: جو غیر آباد زمین آباد کرے تو وہ اس کی ملکیت ہے۔

4۔ چوتھی حدیث حضرت عمرو بن عوف مزنی[19] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابو بکر البزار نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے، جب کہ امام بخاریؒ نے اسے تعلیقا نقل کیا ہے، اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

"من أحيا مواتا من الأرض في غير حق مسلم فهو له، وليس لعرق ظالم حق، والمسلمون على شرو ?هم"[20]

ترجمہ: جو کسی مسلمان کے حق سے باہر کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے تو وہ اس کی ملکیت ہے، اور کسی ظالم کو اس میں کاشت کا کوئی حق نہیں اور مسلمان اپنی شروط (معاہدات) کے پابند ہیں۔

5۔ پانچویں روایت حضرت فضالہ بن عبید[21] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" الأرض أرض الله ، والعباد عباد الله ، من أحيا مواتا فهي له" "[22]

ترجمہ: زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور بندے بھی اللہ ہی کے بندے ہیں، جو کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملکیت ہو جاتی ہے۔

اِن پانچوں احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیر مملوک بنجر زمین کو آباد کرنے والا اس کا مالک بن جاتا ہے اور حضرت سعید بن زید اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرا شخص پھر اس میں کاشت کرے گا تو وہ ظالم متصور ہوگا کیونکہ دوسرے مسلمان کے حق میں بلا اجازت تصرف کرنا ظلم ہے۔

احیاء الموات کی شرائط

کسی زمین کو آباد کر کے اس کے مالک بننے کے لیے فقہاے کرام نے احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں کچھ شرائط کو مستنبط کیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

1۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ زمین پہلے سے کسی کی ملکیت نہ ہو کیونکہ جو زمین پہلے سے کسی کی ملکیت ہوتی ہے اگر وہ بنجر اور غیر آباد ہو تو پھر بھی کوئی اس کو مالک کی اجازت کے بغیر آباد نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا مالک بن سکتا ہے۔ کیونکہ موات کی تعریف میں یہ قید ہے کہ "هي ما ليس بملك لأحد"[23] یعنی وہ پہلے سے کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کی حدیث میں واضح الفاظ میں یہ ارشاد منقول ہے کہ "مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ"[24] یعنی جو زمین پہلے سے کسی کی ملکیت نہ ہو اور کوئی اسے آباد کرے تو تب وہ اس کی ملکیت کا زیادہ حق دار ہوگا۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس زمین کے ساتھ شہر کے لوگوں کے اجتماعی مفادات وابستہ نہ ہوں، چنانچہ شہر کے آس پاس جو ایسی زمینیں ہوتی ہیں کہ کوئی اس کا مالک نہیں ہوتا لیکن لوگ اس میں جانور چراتے ہیں، یا وہاں سے ایندھن کی لکڑیاں لاتے ہیں یا کسی اور اجتماعی کام کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسے آج کل کھیل کے میدان کے طور پر استعمال ہونے والے گراؤنڈ، یا شاہراہِ عام کے دونوں طرف کھلی زمینیں جس میں بوقتِ ضرورت شاہراہ کی توسیع کی جاسکے، تو ایسی زمینوں کو کوئی آباد کرکے اُن کا ملک نہیں بن سکتا۔ غنیۃ القاری میں امام طحاویؒ کے حوالے سے ارضِ موات کی جو تعریف نقل کی گئی ہے اس میں یہ قید ہے کہ "ولا هي من مر افق البلد"[25] یعنی اس زمین سے اہلِ علاقہ کے منافع وابستہ نہ ہوں۔ مسند بزار کے حوالے سے جو حدیث اوپر نقل کی گئی اس سے یہ شرط معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں ارشاد ہے: "من أحيا مو اتا من الأرض في غير حق مسلم فهو له"[26] اس حدیث میں "في غير حق مسلم" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ وہ زمین کسی مسلمان کی ملکیت نہ ہو بلکہ کسی مسلمان کا حق بھی اس سے وابستہ نہ ہو تو تب وہ ارضِ موات ہوگی اور اس کے احیاء کا حق حاصل ہوگا۔

امام بخاریؒ نے "باب من أحيا أرضا مو اتا" کے متصل بعد ایک دوسرا باب قائم کیا ہے لیکن اس کو کوئی عنوان نہیں دیا ہے اور اس کے تحت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے) جب رات کے آخری حصے میں ذوالحلیفہ میں نالہ کے نشیب میں پڑاؤ ڈالا، تو آپ ﷺ سے خواب میں کہا گیا کہ آپ اس وقت ایک مبارک وادی میں ہیں۔ حدیث کے راوی موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سالم نے بھی ہمارے ساتھ اسی جگہ اونٹ بٹھایا جہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بٹھایا کرتے تھے، تاکہ اس جگہ قیام کرسکیں جہاں نبی کریم ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔[27]

مولانا عبدالخالق باجوڑیؒ اپنی شرح میں علامہ عینیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے یہ اشارہ کیا کہ ذوالحلیفہ کو آباد کرنے سے کوئی اس کا مالک نہیں بنے گا، کیونکہ یہ وہاں پر لوگوں کے پڑاؤ ڈالنے سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ یعنی چونکہ ذوالحلیفہ سے مسلمانوں کے عمومی منافع متعلق ہیں کہ وہاں سے احرام باندھنے والے وہاں کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالتے ہیں اس لیے کوئی اس کو آباد کرکے اس کا مالک نہیں بن سکتا۔[28]

3۔ امام ابو یوسفؒ سے ایک شرط یہ بھی منقول ہے کہ وہ زمین آبادی سے دور ہو، اور دور ہونے کی حد یہ بتائی ہے کہ کوئی شخص وہاں سے پوری قوت کے ساتھ تیز آواز نکالے تو شہر کے آخری کنارے پر اس کو نہ سنا جاسکے۔ شمس الائمۃ سرخسیؒ نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے لیکن حنفیہؒ کے ظاہر الروایۃ میں یہ شرط نہیں ہے۔ [29] صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ کی دلیل اس سلسلے میں یہ ہے کہ جو زمینیں آبادی سے قریب ہوتی ہیں اُن کے ساتھ ضرور لوگوں کے منافع وابستہ ہوتے ہیں، اگر فی الوقت نہ بھی ہوں تو مستقبل میں ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس لیے اُن کو خالی چھوڑا جائے گا۔ کوئی اس کو اپنے قبضے و ملکیت میں نہیں لا سکتا۔[30]

4۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ حاکمِ وقت نے آباد کرنے کی اجازت بھی دی ہو، تب آباد کرنے سے ملکیت ثابت ہوگی۔ ورنہ

اگر حاکم سے اجازت نہ ملی ہو تو محض آباد کرنے سے ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ شرط امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے، جب کہ صاحبین، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں حاکمِ وقت سے اجازت ضروری نہیں۔[31] امام مالکؒ کے ہاں شہر سے دور زمینوں کے آباد کرنے میں حاکم کی اجازت ضروری نہیں، جب کہ قریب زمین ہو تو اس میں حاکم کی اجازت ضروری ہو گی۔ اِن حضرات کی دلیل یہی احادیثِ مبارکہ ہیں جو پہلے گزر گئیں کہ اِن میں حاکم وقت سے اجازت کی کوئی شرط مذکور نہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا اجازت دے دینا اور ملکیت کو تسلیم کر لینا کافی ہے، اس کے بعد کسی حاکم کی اجازت کی ضرورت نہیں۔[32]

امام ابو حنیفہؒ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "إنما للمرء ما طابت به نفس إمامه"[33] یعنی آدمی کو وہی ملے گا جس پر اُس کا حاکم راضی ہو۔ نیز غنیة القاری میں نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری کے ابوذر والے نسخے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث "مَن أُعْمِرَ" کے الفاظ سے منقول ہے، یعنی بابِ افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ "جس کو غیر آباد زمین آباد کرنے کے لیے دے دی گئی تو وہ اُس کا مالک بن جائے گا۔" شارح کہتے ہیں کہ اس صورت میں اس حدیث سے بھی حاکم کی اجازت کی شرط معلوم ہوتی ہے لہٰذا یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کے لیے دلیل ہو گی۔[34] صاحبِ غنیة القاری کے مطابق یہ قول اکیلے امام ابو حنیفہؒ کا نہیں بلکہ مکحول، ابن سیرین، سعید ابن المسیب اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔[35]

5۔ شافعیہ کے ہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ آباد کرنے والا مسلمان ہو، چنانچہ ذمی اگر دار الاسلام میں کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے گا تو وہ اس کا مالک نہیں بنے گا۔[36] حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں مسلمان ہونا شرط نہیں، لہٰذا غیر مسلم بھی اگر کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے گا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا۔[37] جمہور درج بالا تمام احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اُن میں مسلمان ہونے کی کوئی قید نہیں۔ جب کہ شافعیہ کہتے ہیں کہ احیاء الموات دراصل اس زمین پر استیلاء و غلبہ کی وجہ سے سبب ملکیت ہے، جب کہ کافر کو دار الاسلام میں غلبہ کا حق حاصل نہیں۔

پاکستان میں اراضی شاملات کا قانون

پاکستان کے مختلف علاقوں میں آبادی کے آس پاس یا کچھ فاصلے پر "شاملات" کے نام سے زمینیں ہیں جن پر قبضہ کرکے مملوک بنانے کا رواج عام ہے۔ اس حوالے سے کچھ قوانین بھی بن موجود ہیں اور کچھ علاقائی رواج بھی ہیں ذیل میں اِن زمینوں کا تعارف کرکے احیاءُ الموات کے احکام کی روشنی میں اِن کا شرعی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

شاملات کا تعارف

اردو قانونی ڈکشنری میں شاملات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: "وہ زمین جو مشترکہ مقبوضہ بلا تقسیم ہو، تمام گاؤں والوں کی ملکیت"[38]

شاملات کو انگریزی میں Village Common Lands کہا جاتا ہے۔ The Punjab Village Common Lands (Regulation) Act, 1961 میں شاملاتِ دیہہ کی تعریف اِن الفاظ سے کی گئی ہے:

g) "shamlat deh" includes-
(1) lands described in the revenue records as shamlat deh excluding abadi deh;
(2) shamlat tikkas;

(3)lands described in the revenue records as shamlat, tarafs, pattis, pannas and tholas and used according to revenue records for the benefit of the village community or a part thereof or for common purposes of the village;

(4)lands used or reserved for the benefit of village community including streets, lanes, playgrounds, schools, drinking wells, or ponds within abadi deh or gorah deh; and

(5)Lands in any village described as banjar qadim and used for common purposes of the village according to revenue records [39]

اس تعریف کے مطابق یہ سب زمینیں گاؤں کے مالکان کی مشترکہ زمینیں تسلیم کی گئی ہیں چاہے وہ گاؤں سے جتنے فاصلے پر بھی ہوں اور چاہے فی الوقت اُن سے کوئی ضرورت یا منفعت وابستہ ہو یا نہ ہو۔

شاملات دیہہ کے استعمال کا قانون

محولہ بالا قانون کا دفعہ 1 : 5 یہ قرار دیتا ہے کہ اس قسم کی زمینوں کے بارے میں فیصلے کا حق گاؤں کی پنچایت کو حاصل ہے۔ قانون کہتا ہے:

(1) All lands vested or deemed to have been vested in a Panchayat under this Act shall be utilized or disposed of by the Panchayat for the benefit of the inhabitants of the village concerned in the manner prescribed [40]

یعنی تمام اراضی جو اس ایکٹ کے تحت کسی پنچایت میں دی گئی ہیں یا سمجھی گئی ہیں ان کو متعلقہ گاؤں کے باشندوں کے فائدے کے لیے پنچایت کے ذریعہ تجویز کردہ طریقے سے استعمال یا تصرف کیا جائے گا۔

اس میں بنیادی طور پر دو باتیں طے کی گئی ہیں، پہلی یہ کہ فیصلے کا حق پنچایت کو ہے اور دوسری یہ کہ گاؤں کے باشندوں کے مفاد میں ہی استعمال کیا جائے گا۔

قانون کا شرعی جائزہ

شرعی نقطہ نظر سے احیاءُ الموات کے اصول وضوابط جو پہلے تفصیل سے بیان ہوئے اُن کی روشنی میں اگر اس قانون کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس قانون میں شرعی لحاظ سے درج ذیل سُقم پایا جاتا ہے:

1۔ شاملات دیہہ کی وہ غیر آباد زمینیں جو آبادی سے فاصلے پر ہوں اور یا فی الوقت اُن کے ساتھ کوئی مفاد وابستہ نہ ہو تو وہ شرعاً" موات" زمینیں ہیں، جیساکہ اراضی موات کی تعریف میں یہ بات گزر گئی ،ایسی زمینیں آبادکاری سے قبل کسی کی بھی مملوک نہیں ہوتیں۔ غیر آباد اور غیر مملوک زمینوں پر ملکیت حاصل ہونے کے لیے اُس کی آبادکاری لازم ہے اس کے بغیر مالک بننے کا کوئی راستہ نہیں ہے لہٰذا محض کسی قطعہ زمین کے بارے میں اگر کاغذات میں یہ تحریر ہو کہ یہ فلاں گاؤں کی شاملاتی زمین ہے تو تب بھی شرعاً وہ زمین اُن کی مشترکہ ملکیت متصور نہ ہوگی جب تک وہ اُس کو آباد نہ کرلیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی شاملاتی زمینوں سے متعلق اپنے ایک عدالتی فیصلے میں تحریر کرتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ شاملات کا ایک بڑا حصہ تو بنجر اور غیر آباد زمین پر مشتمل ہوتا ہے، مالکانِ دیہہ جب گاؤں آباد کرتے ہیں، تو یہ زمین کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتی بلکہ لاوارث پڑی ہوتی ہے ، ایسی زمین کو عربی میں موات (مردہ) یا عادی

الارض (لاوارث زمین) کہا جاتا ہے اور اس کے لیے آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث میں یہ اصول طے فرمادیا ہے کہ ایسی زمین اس وقت تک کسی شخص یا اشخاص کی انفرادی ملکیت میں نہیں آسکتی جب تک وہ اس زمین کو آباد نہ کرلے "[41]

لہٰذا شاملاتِ دیہہ کو کسی مخصوص گاؤں کے باشندوں کے مابین مشترکہ ملکیت قرار دینا شریعت کے اصول سے متصادم ہے۔

2۔ شاملاتِ دیہہ کے بارے میں پنچایت کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ صرف گاؤں کے باشندوں کے مفاد میں ہی اس کو استعمال کرسکتی ہے جب کہ شرعاً کسی غیر آباد زمین کی آبادکاری کا حق دارالاسلام کے سب باشندوں کو یکساں طور پر حاصل ہے چاہے وہ اس گاؤں سے باہر کسی دوسرے علاقے یا کسی دوسرے صوبے سے ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں "**من أحيا أرضا ميتة فهي له** "[42] کے الفاظ ہیں، اور عربی میں "مَن" عام ہوتا جس کا اطلاق کسی بھی شخص پر ہوسکتا ہے لہٰذا صرف گاؤں کے باشندوں کے مفادات تک اس حق کو خاص سمجھنا درست نہیں۔ اسی طرح دوسری حدیث کے الفاظ اس سے بھی زیادہ واضح ہیں، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "**الأرض أرض الله ، والعباد عباد الله ، من أحيا موا اتا فهي له**"[43] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے یکساں بندے ہیں اور پوری زمین بھی یکساں طور پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ لہٰذا کوئی بھی بندہ کسی بھی غیر آباد جگہ کو آباد کرے گا تو اس کا مالک بن جائے گا۔

مفتی محمد تقی عثمانی شاملاتی زمینوں سے متعلق اپنے فیصلے میں تحریر کرتے ہیں کہ "زیر بحث واجب العرض میں جس رواج کا تذکرہ ہے کہ شاملات کی بنجر اور غیر آباد زمینوں پر صرف مالکانِ دیہہ کو ملکیتی حقوق دیے گئے ہیں، وہ رواج اسلامی احکام کے خلاف ہے اور ان کا یہ طرز عمل بڑی حد تک زمانہ جاہلیت کے اس طرز عمل کے مشابہ ہے جس کی رو سے کسی قبیلے کا کوئی سردار غیر آباد زمینوں کے ایک بڑے حصے کو صرف اپنے لیے مخصوص کرکے اس میں دوسروں کے جانوروں کے داخلے پر پابندی لگادیتا تھا اور اسے عربی میں "حمی" کہا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس رواج کو ختم فرما کر یہ اعلان فرمایا کہ "**لاحمى الا لله ولرسوله**"[44] اب کوئی حمی نہیں ہوگا، سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حمی کے۔"[45]

انہی واضح ہدایات کی بناپر فقہی ذخیرہ میں کسی فقیہ سے بھی یہ قول منقول نہیں کہ کسی جگہ کو صرف اُس کے قریب آبادی والے ہی آباد کرسکتے ہیں، دور والا نہیں۔

3۔ تیسری بات اس قانون میں یہ ہے کہ پنچایت کو اس سلسلے میں اختیارات دیے گئے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق چونکہ احیاءُ الموات میں ثبوتِ ملکیت کے لیے حاکمِ وقت کی اجازت ضروری ہے اس لیے قانون کی رُو سے اگر حاکم پنچایت کو یا علاقائی گرداور یا پٹواری کو اس قسم کے فیصلے کا اختیار دے دے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ تاہم یہ قانون جمہور فقہائے کرام کی رائے سے متصادم ہے کیونکہ اُن کے ہاں احیاءُ الموات میں ملکیت حاصل ہونے کے لیے حاکمِ وقت کی اجازت ضروری نہیں۔ دونوں حضرات کے دلائل سطورِ بالا میں بیان ہوچکے ہیں۔

چونکہ یہ قانون فی الجملہ امام ابو حنیفہؒ کے قول سے مناسبت رکھتا ہے اس لیے اس کو قطعاً شریعت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم پنچایت پر شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا لازم ہے۔

نتائج بحث

1۔ کسی غیر آباد، غیر مملوک زمین کو آباد کرنا اس کے مالک بننے کا سبب ہے۔

2۔ احیاءُ الموات کی مشروعیت متعدد احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے اس لیے اس پر فقہاے کرام کا اجماع بھی ہے۔

3۔ البتہ احیاءُ الموات کی بعض شرائط میں فقہاے کرام کا جزوی اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ایسی زمین کے مالک بننے کے لیے حاکم کی اجازت بھی ضروری ہے، جب کہ جمہور کے ہاں ضروری نہیں۔

4۔ شاملاتی زمینوں کے بارے میں یہ قانون شریعت سے متصادم ہے کہ گاؤں والے آباد کیے بغیر بھی اس کے مشترکہ مالک متصور ہوں گے۔

5۔ شاملات دیہہ کی آبادی کا حق صرف مخصوص گاؤں والوں کو دینے کا قانون بھی شریعت سے متصادم ہے۔

6۔ شاملاتِ دیہہ کے فیصلوں کے لیے پنچایت کو اختیار دینا شرعاً جائز ہے، البتہ پنچایت شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کی پابند ہو گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] البقرۃ: 30/2

Albaqara, 2/30

[2] البقرۃ: 29/2

Albaqara, 2/29

[3] انٹرویو، مولانا محمد ابراہیم (مولانا عبدالخالق باجوری کے پوتے)، ٹانگ خطا، ضلع باجوڑ بتاریخ 7 اپریل 2021

Interview with Mulana Ibraheem, the grandson of Mulana abdulkhaliq, (7, April 2021)

[4] ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ج16 ص38، شمارہ جون 1981

Monthly Alhaq, darul uloom haqqania, Akora Khattak, vol# 16 p#38, issue June 1981

[5] محمد قاسم بن محمد امین صالح، تذکرہ علماء خیبر پختونخوا، دار القرآن والسنۃ صوابی (ط 2015) ص 527

Muhammad qasim bin Muhammad salih, Tazkira ulama Khyber Pakhtunkhwa, darulquran wa sunnah sawabi, p#527

[6] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی)، منظور عام پریس پشاور جلد اول

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari sharh sahih ul bukhari, vol# 1

[7] وحید الزمان کیرانوی، القاموس الوحید کامل، ادارہ اسلامیات لاہور، ص 401

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari sharh sahih ul bukhari, vol# 1

[8] ایضاً ص 1590

Ibid,p:1590

[9] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[10] پورا نام: ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی ہے۔ مصر میں 237ھ کو پیدا ہوئے۔ فقہ حنفی کی خوب خدمت کی۔ احکام القرآن، شرح معانی الآثار اور العقیدۃ الطحاویۃ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ 321ھ کو وفات پائی۔ (الذھبی، سیر اعلام النبلاء: ص 27/15)

Abu Jafar Ahmad bin Muhammad Al-Azdi al-Tahawi. He was born in Egypt in 237H. He Served Hanafi school of thought well. Ahkamul Qur'an, Sharh Maani al-Asar and al-Aqeeda al-Tahawiyyah are his famous books. Died on 321 H. (Al-Dhahbi, Sear Alaam al-Nubalah: p. 15/27)

[11] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[12] ابو یوسف: نام یعقوب بن ابراہیم، کنیت ابو یوسف ہے سلسلہ نسب انصار سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلی سعد بن حتبۃ صحابی تھے۔ کوفہ میں 113ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں محمد بن ابی لیلیٰ اور اس کے بعد امام ابو حنیفہ کی مجلس میں شریک ہوئے۔ 36 سال علم حاصل کیا۔ جن شیوخ سے آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی ان کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ 5 ربیع الاول 182ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں: کتاب الخراج اور کتاب الآثار۔ (زرکلی، الاعلام: ج 8 ص 193)

Yaqub bin Ibrahim, the surname is Abu Yusuf, the lineage is from Ansar. His great-grandfather Saad bin Hatba was a Sahabi. Born in Kufa in 113 H. At first he attended the class of Muhammad bin Abi Laila and then class of Imam Abu Hanifa for 36 years. The number of sheikhs from whom he studied Hadith and Fiqh is more than a hundred. Died on 5 Rabi Al-Awwal 182 H. Two of his books are famous: Kitab al-Kharaj and Kitab al-Aasar. (Zarkali, Al-Aalam: vol. 8, p.193)

[13] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[14] کاسانی، علاؤالدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ج 6 ص 194

Kasani, Alauddin Abu Bakr bin Masoud, Bada'i al-Sana'i, Beirut, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, vol. 6, p. 194

[15] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[16] البخاری، ابو عبداللہ محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث 2335

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Hadith Number 2335

[17] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، رقم الحدیث 1378

Al-Tirmidhi, Muhammad Ibn Isa, Sunan al-Tirmidhi, Hadith number 1378

[18] سنن الترمذی، رقم الحدیث 1379، مسند احمد بن حنبل رقم الحدیث 14637

Sunan al-Tirmidhi, hadith number 1379, Musnad Ahmad bin Hanbal hadith number 14637

[19] نام عمرو، والد کا نام عوف، کنیت ابو عبداللہ، قبیلہ مزینہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ قدیم الاسلام بدری صحابی رسول ﷺ ہیں۔ خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ (الاصابہ ج3 ص6)

Name Amr, father's name Auf, surname Abu Abdullah, belongs to Muzaina tribe. The Companion of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him). He died in Madina during the caliphate of Muawiya. (Al-isaba vol.3, p.6)

[20] البزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار، المدینۃ المنورۃ، مکتبۃ العلوم والحکم، رقم الحدیث 3393

Al-Bazzar, Abu Bakr Ahmad bin Amr, Musnad al-Bazzar, Al-Madinah al-Munawarah, Maktab al-Uloom wal-Hikam, Hadith Number 3393

[21] آپ انصاری صحابی ہیں۔ شجاع و بہادر تھے، گھوڑ دوڑ کراتے اور اس میں سب سے بازی لیجاتے، شاعری کا بھی کافی ذوق رکھتے تھے۔ 53ھ کو وفات پائی۔ (الاصابہ ج5 ص220)

An Ansari companion. He was brave and courageous, used to race horses, and had a great taste for poetry. Died at 53 H (Al-isaba vol.5 p.220)

[22] الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، القاہرۃ مکتبۃ ابن تیمیۃ، رقم الحدیث 823

Al-Tabarani, Sulaiman ibn Ahmad, al-Mu'jam al-Kabeer, Cairo, maktaba Ibn Taymiyyah, Hadith Number 823

[23] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ، باب من احیا ارضا مواتا

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[24] البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث 2335

Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith Number 2335

[25] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ، باب من احیا ارضا مواتا

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[26] البزار، مسند البزار، رقم الحدیث 3393

Al-Bazzar , Musnad al-Bazzar, Hadith Number 3393

[27] البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث 2336

Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith Number 2335

[28] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ، باب من احیا ارضا مواتا

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[29] المرغینانی، الہدایۃ، بیروت دار احیاء التراث العربی ج4 ص383

Al-Marghinani, Al-Hidaya, Beirut, Dar u Ihya Al-Turath Al-Arabi Vol. 4, p. 383

[30] ایضا

Ibid

[31] بدائع الصنائع ج6 ص194

Bada'i al-Sana'i, Volume 6, p. 194

[32] الدسوقی، محمد بن احمد المالکی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت، دار الفکر ج4 ص66

Al-Dusuqi, Muhammad bin Ahmad al-Maliki, Hashiya al-Dusuqi on al-Sharh al-Kabir, Beirut, Dar al-Fikr, Vol. 4, p. 66.

[33] الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، القاہرۃ، دار الحرمین، رقم الحدیث 6739

Al-Tabarani, Sulaiman ibn Ahmad, Al-Mujam al-Awsat, Cairo, Dar al-Haramain, Hadith number 6739

[34] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ، باب من احیا ارضا مواتا

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[35] مولانا عبدالخالق باجوڑی، غنیۃ القاری (مخطوط)، کتاب المزارعۃ، باب من احیا ارضا مواتا

Mulana abdulkhaliq bajawri, Ghunyatulqari(Manuscript), Kitabulmuzaara,

[36] الشربینی، محمد بن احمد الخطیب الشافعی، مغنی المحتاج، بیروت، دار الکتب العلمیۃ: ج4 ص361

Al-Sharbeni, Muhammad bin Ahmad Al-Khatib Al-Shafi'i, Mughni Al-Muhtaaj, Beirut, Dar Al-Kutub Al-ilmiah: vol 4, p. 361

[37] الہدایۃ مع تکملۃ الفتح: ج8، ص138، الشرح الکبیر: ج4 ص69

Al-Hidaya, with the completion of Al-Fath: Vol. 8, p.138, al-Sharh al-Kabir: Vol. 4, p. 69

[38] اردو قانونی ڈکشنری ص371

Urdu legal dictionary, p 371

[39] The Punjab Village Common Lands (Regulation) Act, 1961

[40] *The Punjab Village Common Lands (Regulation) Act, 1961*

[41] تقی عثمانی، عدالتی فیصلے، لاہور، ادارہ اسلامیات ج2 ص268

Taqi Usmani, Adalati Faisaly, Lahore, Idara islamiat, Vol. 2, p. 268.

[42] الترمذی، سنن الترمذی، رقم الحدیث1378

Al-Tirmidhi, Sunan Al-Tirmidhi, Hadith No. 1378

[43] الطبرانی، المعجم الکبیر، رقم الحدیث823

Altabarani, Al mujam al kabeer, Hadith No. 823

[44] صحیح البخاری کتاب المساقاۃ رقم الحدیث2370

Sahih Al-Bukhari, Book of Al-Musaqah, Hadith No. 2370

[45] عدالتی فیصلے، لاہور، ج2 ص271

Adalati Faisaly, volume 2, p. 271